47190-کیا کسی خیراتی تنظیم جو یتیموں کی کفالت کرتی ہو کو مال دینے وال شخص بھی یتیم کی کفالت کرنے والا شمار ہو گا

سوال

میں ایک خیراتی تنظیم میں ایک یتیم کی کفالت کرتا اور تنظیم کو ماہانہ دو سو ریال ادا کرتا ہوں جو تنظیم کے ذریعہ یتیم کی والدہ کو دیا جاتا ہے میں مال کی ادائیگی کے علاوہ بچے کی کسی بھی چیز کا مسؤل نہیں، توکیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے تحت شمار ہو گا : میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ہو نگے "اس بارہ میں میری راہنمائی فرمائیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

یتیم کی کفالت ان اعمال صالحہ میں سے ہے جو شریعت اسلامیہ نے ہمارے لئے مندوب قرار دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ جنت میں داخل ہونے کا سبب بلکہ جنت کے اعلی درجات کے حصول کا باعث ہے، اور مومن کو اس کا شوق دلانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان ہی کافی ہے :

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہو نگے اور انہوں نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا" صحيح بخاري حديث نمبر (5304).

ابن بطال رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(جس نے بھی حدیث سنی اس کا حق ہے کہ اس حدیث پر عمل کرے تاکہ وہ جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل کر سکے) اسے ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے دیکھیں : فتح الباری (436/10).

دوم :

یتیم پر مال خرچ کرنے کے متعلق خصوصی حدیث وارد ہوئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" یقینا یہ مال بڑا میٹھا اور پیارا ہے لھذا وہ مسلمان اچھا اور بہتر ہے جس نے اس مال سے مسکین اور یتیم اور مسافر کو دیا" او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم . صحيح بخاري حديث نمبر (1465) صحیح مسلم (1052).

لیکن یتیم پر یہ مال خرچ کرنا ہی مکمل کفالت نہیں جو شریعت نے ہمارے لئے مندوب کی اور اسے سرانجام دینے والے کو جنت میں یہ عظیم مرتبہ دینے کا وعدہ کیا ہے بلکہ یہ اس کی ایک حصہ اور نوع ہے، اور مکمل کفالت یہ ہے کہ یتیم کی دیکھ بھالل اور اس کی دینی اور دیناوی مصلحت کا خیال کرنا اور اس کی تربیت و پرورش اور یتیمی ختم ہونے تک اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا شامل ہے .

ابن اثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

یتیم کی کفالت کرنے والا شخص وہ ہے جو اس کی تربیت کرے اور اس کے معاملات کی دیکھ بھال کرے . دیکھیں : النھایۃ (192/4).

اورجب امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب ریاض الصالحین میں یتیم کی کفالت کرنے والے شخص کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہاکہ وہ اس کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا ہے، تواس کی شرح کرنے والا یہ کہتا ہے :

(دینی اوردنیاوی امورمیں یتیم کی دیکھ بھال کرنا اوروہ اس کا نفقہ اورلباس وغیرہ برداشت کرکے). دیکھیں : دلیل الفالحین (103/3).

اورشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(یتیم کی کفالت یہ ہے کہ : اس کی دنیاوی اوردینی اصلاح کے کام کرنا جس سے اس کے دین کی بھی اصلاح ہواوراس کی دنیا کی بھی اس کے دین کی اصلاح اس کی تربیت اورپرورش اور تعلیم وتعلم اورراھنمائی وغیرہ کرکے ، اوراس کی دنیا کی اصلاح اس کا کھانا پینا اوررہائش کا انتظام کرنے سے ہوگی) دیکھیں : شرح ریاض الصالحین (113/5).

اوریتیم کی کفالت کے معنی میں یتیم کی دینی اصلاح اوراس کی تربیت اس کے دنیاوی اورمادی مصلحتوں سے کم نہیں بلکہ یہ اولی ہیں ، جس طرح باپ کا اپنے بچوں کی تربیت کرنا اورانہیں ادب سکھانا صرف ان پرخرچ کرنے سے زیادہ عظیم ہے اسی طرح یہاں بھی.

شیخ ابن سعدی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(جس طرح جب انہیں تم کھلاؤ پلاؤ اورانہیں لباس پہناؤ اوران کے جسم کی تربیت کرو توتمہیں اس پراجروثواب حاصل ہوگا ، اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے جب آپ ان کے دلوں اوران کی روحوں کی نفع مند علوم اورسچے معارف اوراخلاق حمیدہ اوراس کے خلاف کاموں سے بچنے کی راہنمائی کروتواس پراجروثواب حاصل ہوگا) دیکھیں : بهجة قلوب الابرار (128).

یتیم کی حقیقی کفالت یہ ہے کہ اس کی تربیت اپنے بیٹے کی طرح کی جائے اوراس پرشفقت اورنرمی کرنے میں کسی قسم کی کمی اورکوتاہی نہ ہواسے اچھا ادب سکھایا جائے اوراس کی تعلیم بھی اچھی ہو. دیکھیں : فیض القدیر للمناوی (108/1).

اورعراقی رحمہ اللہ تعالی نے اس سے یہ نکالا ہے کہ یہ معنی ہی جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرافقت کا راز ہے ان کا کہنا ہے کہ :

(یتیم کی کفالت کرنے والے کا ... لگتا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے ، جنت میں اس کے مرتبہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ نبی کی شان یہ ہے کہ وہ ایسی قوم کی طرف مبعوث ہوتا ہے جواپنے دینی معاملات کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے تونبی ان کی کفالت کرنے والا اوران کا معلم اورراھنما ہوتا ہے ، اوراسی طرح یتیم کی کفالت کرنے والا بھی اس کی کفالت کرتا ہے جواپنے دینی م معاملات کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا ، بلکہ وہ اپنے دنیاوی معاملات سے بھی بے خبرہوتا ہے تووہ اس کی راہنمائی کرتا اوراسے دین سکھاتا ہے اوراس کی تربیت کرکے ادب سکھاتا ہے) اسے حافظ رحمہ اللہ تعالی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے. دیکھیں : فتح الباری (437/10).

پھرصرف خرچہ پرہی اکتفا کرنا اورخاص کریہ کہ جگہ کی دوری ہوتوبندہ کے دل کی نرمی اورضروریات پوری کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب سے محروم رہتا ہے وہ یہ کہ یتیم پرشفقت اورنرمی اوراسے اپنے ساتھ ملانا ، حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یتیم کے نزدیک ہواوراس کے سرپرہاتھ رکھو، اوراپنے کھانے میں سے اسے کھلاؤ کیونکہ یہ تمہارے دل میں نرمی پیدا کرے گا اورتمہاری ضرورت کا پالے گی" دیکھیں : السلسلة الصحیحة (854).

حاصل یہ ہوا کہ یتیم کی کفالت کا سب سے اعلی ترین مقام اور درجہ یہ ہے کہ اسے اپنے بچوں میں ملائے اور ان کی تربیت جیسی ہی یتیم کی بھی تربیت کرے اور جس طرح اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے اس پر بھی اسی طرح خرچ کرے.

اور اگر کفالت کرنے والے کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ یتیم کو کافی ہو، یا پھر یتیم کے پاس مال ہو جس سے وہ مستغنی ہو سکتا ہے، اور اس شخص نے اسے اپنی اولاد میں ملا لیا تو اگرچہ یہ پہلے درجہ سے کم ہے لیکن کفالت کے معانی اور عظیم مقاصد میں سے ہے.

حتی کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(یہ فضیلت تو اسے حاصل ہوتی ہے جو اپنے مال سے یتیم کی کفالت کرے یا پھر شرعی ولی ہونے کے ساتھ یتیم کے مال سے ہی اس کی کفالت کرے) اسے ابن علان نے دلیل الفالحین (104/3) میں نقل کیا ہے.

لھذا اگر انسان کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ یتیم پر خرچ کرے جیسا کہ سوال کرنے والے کی حالت ہے، تو یہ بھی ان شاء اللہ خیر و بھلائی ہی ہے، اور یہی کافی ہے کہ وہ مال و دولت اور اس پر کنجوسی اور بخل کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرط کو ادا کر دیا.

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"جس نے اس مال میں سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا"

لیکن یہ یتیم کی مکمل کفالت نہیں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں مرافقت ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے، اور ہو سکتا ہے اخلاص نیت اور ارادہ کی سچائی کی بنا پر وہ کچھ حاصل ہو جائے جو عمل کرنے سے رہ گیا ہو.

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تے تو آپ نے فرمایا :

"ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جس وادی اور گھاٹی میں بھی ہم گئے وہ ہمارے ساتھ تھے انہیں عذر نے روک لیا" صحیح بخاري حدیث نمبر (2839)

واللہ اعلم.